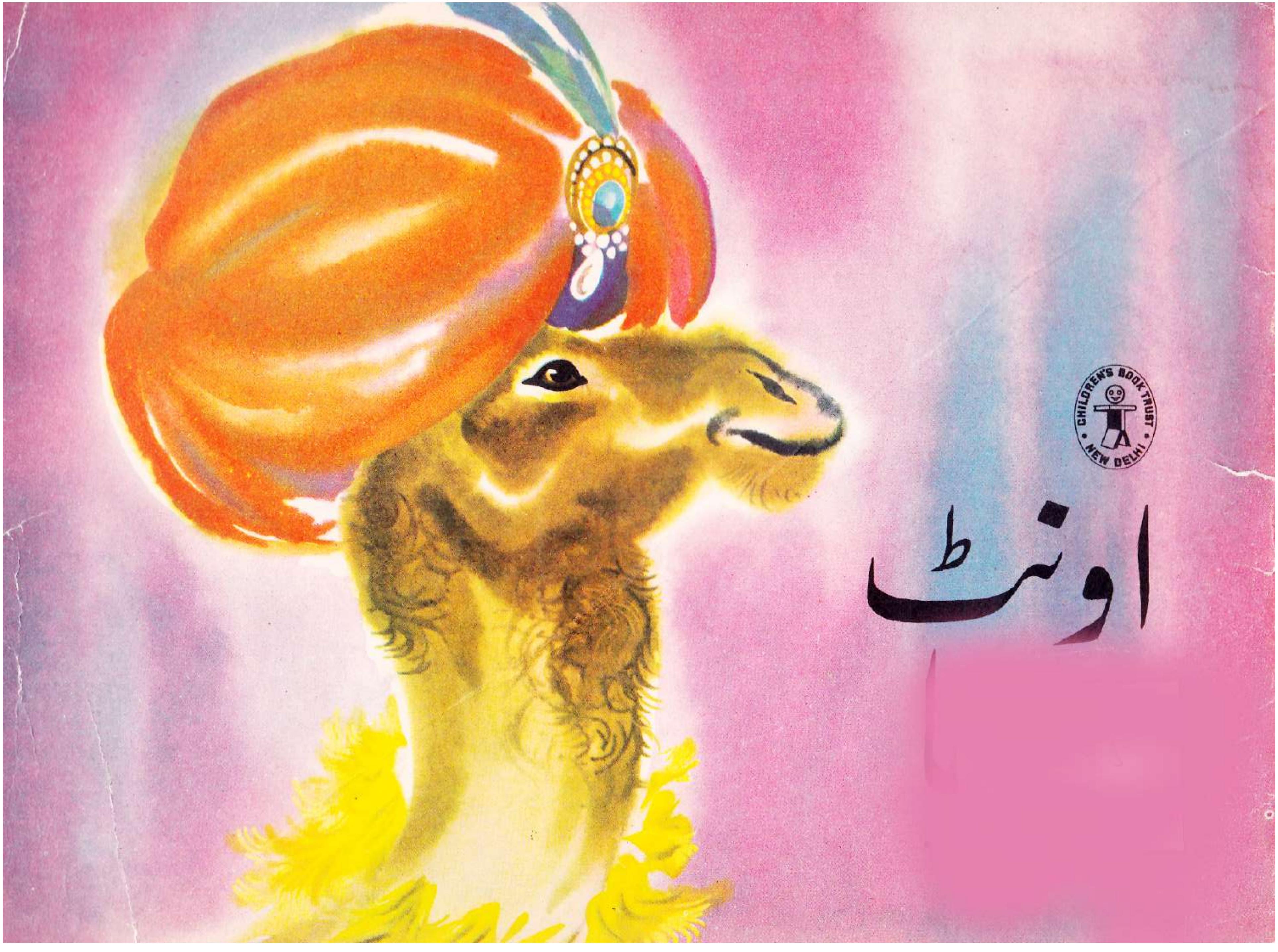

CHILDREN'S BOOK TRUST
NEW DELHI
اونٹ

اونٹ راجا

مصنّف : پریما راما کرشنن
مصوّر : جگدیش جوشی



ایک امیر تاجر تھا اور اُس کے پاس ایک اونٹ تھا۔ یہ ایک سیدھا سادہ جانور تھا مگر مضبوط اور بہادر۔ وہ راجستھان کے صحرا میں اپنے آقا کے سامان کی بار برداری کرتا تھا۔ اسے ریتیلے ریگستان سے بہت پیار تھا۔ وہ جھاڑیاں اور کانٹے کھایا کرتا اور ہمیشہ خوش رہا کرتا تھا۔

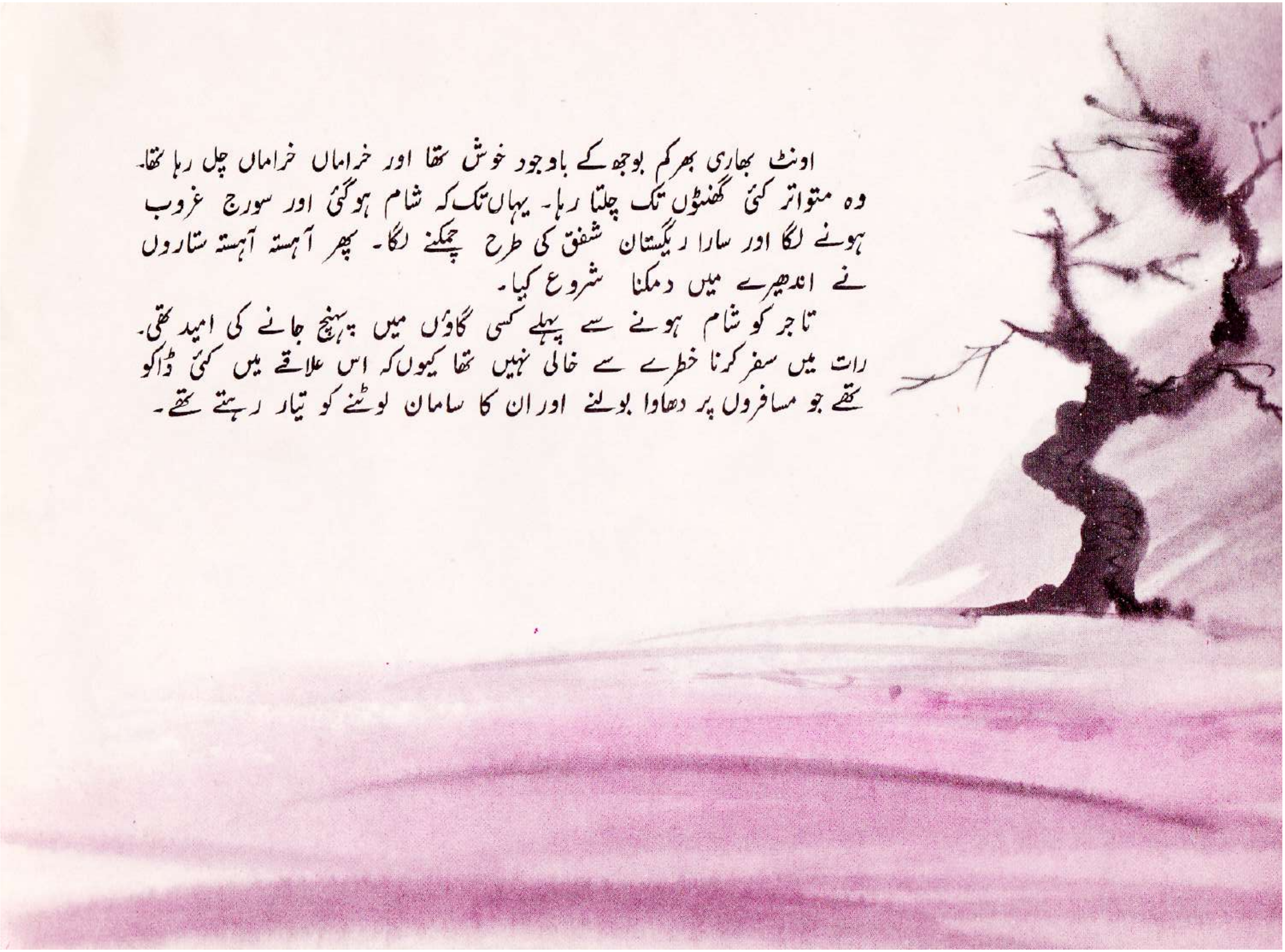
ایک دن اونٹ اور اس کا آقا کسی دور دراز شہر کے لیے روانہ ہوئے۔ اونٹ کی پیٹھ پر قیمتی ریشم کی گانٹھیں اور مختلف قسم کی دالوں کے بورے لدے ہوئے تھے۔ ان بوروں کے اوپر اس کا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ تاجر کو ان چیزوں سے اچھا خاصا منافع حاصل ہونے کی امید تھی۔





اونٹ بھاری بھرکم بوجھ کے باوجود خوش تھا اور خراماں خراماں چل رہا تھا۔ وہ متواتر کئی گھنٹوں تک چلتا رہا۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی اور سورج غروب ہونے لگا اور سارا ریگستان شفق کی طرح چمکنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ ستاروں نے اندھیرے میں دمکنا شروع کیا۔

تاجر کو شام ہونے سے پہلے کسی گاؤں میں پہنچ جانے کی امید تھی۔ رات میں سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں تھا کیوں کہ اس علاقے میں کئی ڈاکو تھے جو مسافروں پر دھاوا بولنے اور ان کا سامان لوٹنے کو تیار رہتے تھے۔





تاجر کو تھوڑے سے فاصلے پر ایک گاؤں نظر آیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جلدی سے وہاں پہنچ جائے۔ لیکن ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اسے دیکھ لیا۔ انھوں نے چاروں طرف سے اونٹ کو گھیر لیا اور لمبی لمبی لاٹھیوں سے تاجر اور اونٹ پر حملہ کر دیا۔

انھوں نے تاجر کو اونٹ پر سے گرادیا اور اونٹ کو نیچے بٹھاکر سارا سامان لوٹ لیا۔



گاؤں کے لوگوں نے جب شور سنا تو وہ اپنے اپنے ہتھیار اٹھاکر اس طرف بھاگے۔ وہاں پہنچ کر انھیں پتہ چلا کہ ڈاکو تاجر کا سارا سامان لوٹ کر لے گئے ہیں۔ رات کے وقت وہ ڈاکوؤں کا پیچھا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے وہ تاجر اور اس کے اونٹ کو گاؤں میں لے گئے۔ جیسے ہی وہ گاؤں میں پہنچے تو اونٹ وہاں سے مُڑا اور تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔

اونٹ ڈاکوؤں کے پیچھے جاکر سامان کے بارے میں جاننا اور اسے پھر سے حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ اسی طرف بھاگا جس طرف ڈاکو گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جنگل میں پہنچ گیا۔









جنگل میں پہنچنے تک اونٹ بہت تھک چکا تھا اور آرام کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ ایک درخت کے نیچے لیٹ کر گہری نیند سوگیا۔ جب طلوع کا وقت ہوا تو ایک گرج دار آواز نے اسے جگادیا لیکن وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ اُٹھ نہ سکا۔ اس نے یہ جاننے کے لیے کہ آواز کہاں سے آئی ہے اپنی ایک آنکھ کھولی۔ وہاں اس کے سامنے جاہ وجلال والا ایک شیر کھڑا تھا جو اس کی طرف نفرت اور غصّے سے دیکھ رہا تھا۔

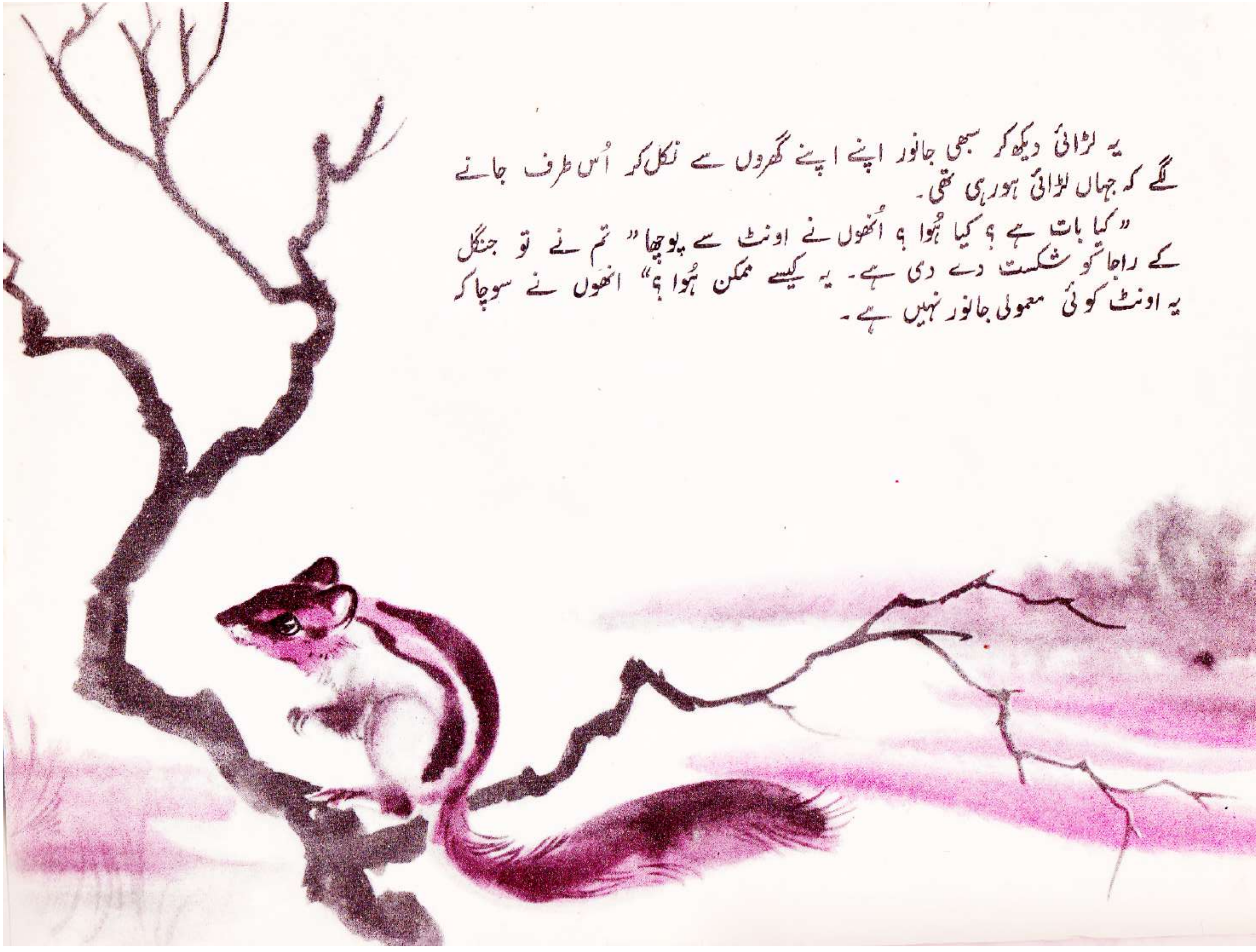
"اے بھدّے جانور" وہ گرجا "تو میرے راستے میں کیوں سویا ہوا ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں جنگل کا راجا ہوں۔ اس سے پہلے کہ میں تجھے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردوں تُو یہاں سے دور ہوجا۔"

اونٹ بہت تھکا ہوا تھا چُپ چاپ لیٹا رہا اور جواب دیا "میں کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا ہوں۔ مہربانی کرکے مجھے تنہا چھوڑ دو۔ مجھے تھوڑا سا اور آرام کرلینے دو۔"

"آرام؟" شیر دھاڑا "تو میرا حکم ٹالنے کی کیسے جرأت کررہا ہے؟ اگر تُو یہاں سے فوراً نہ گیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔"

یہ لڑائی دیکھ کر سبھی جانور اپنے اپنے گھروں سے نکل کر اُس طرف جانے لگے کہ جہاں لڑائی ہورہی تھی۔

"کیا بات ہے؟ کیا ہُوا؟ اُنھوں نے اونٹ سے پوچھا" تم نے تو جنگل کے راجا کو شکست دے دی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہُوا؟" انھوں نے سوچا کہ یہ اونٹ کوئی معمولی جانور نہیں ہے۔





شیر بہت شرمندہ ہوا۔ وہ بڑی مشکل سے زمین پر سے اٹھا اور اپنا پنجہ اونٹ پر رکھ کر کہنے لگا "تم مجھ سے زیادہ طاقت ور ہو۔ اس لیے دوسرے جانور چاہتے ہوں گے کہ تمھیں ان کا راجا ہونا چاہیے۔" اتنا کہہ کر شیر رینگتا ہوا جنگل سے نکل گیا۔





اس طرح اونٹ کو جنگل کا راجا بنادیا گیا۔ اس سے جانوروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی لیکن اونٹ خوش نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ جنگل کا راجا بننے کا اہل نہیں ہے۔ وہ بہرصورت ریگستان میں رہنا چاہتا تھا۔

جنگل کے جانور اونٹ کے کھانے کے لیے جھاڑیاں اور پھل لانے لگے۔ اونٹ اُنھیں کھاتا تو تھا لیکن اسے چین حاصل نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے آقا اور ریگستانی زندگی ہی کے خیال میں رہتا تھا۔ اسے ہارے ہوئے شیر سے بھی ہمدردی تھی اور ہمیشہ اس کے بارے میں پوچھ تاچھ کرتا رہتا تھا۔ اسے یہ بتایا جاتا کہ اس کی حالت بہتر ہورہی ہے لیکن وہ اپنے لیے خوراک حاصل کرنے کے علاوہ اُسے غار سے کم ہی باہر آتا ہے۔





ایک دن بہت سے جانور اونٹ کو یہ اطلاع دینے کے لیے بھاگے ہوئے گئے کہ شیر نے کچھ آدمیوں کو مار دیا ہے اور ان آدمیوں کے پاس بہت سی مختلف چیزیں تھیں جو اب جنگل میں بکھری پڑی ہیں۔ اونٹ نے انھیں کہا کہ وہ اُسے اُس جگہ پر لے چلیں۔ جب جانور اُسے اُس جگہ پر لے گئے تو وہ ان چیزوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیوں کہ جنگل میں جو چیزیں بکھری ہوئی تھیں وہ وہی تھیں جنھیں ڈاکو اس کے آقا سے چھین لائے تھے۔ اونٹ نے جانوروں سے کہا کہ سب چیزوں کو جمع کر کے اس کی پیٹھ پر لاد دیا جائے۔ اُنھوں نے اُس کی خواہش کے مطابق عمل کیا۔ پھر اونٹ نے کہا "اپنے راجا شیر کو بلاؤ۔"



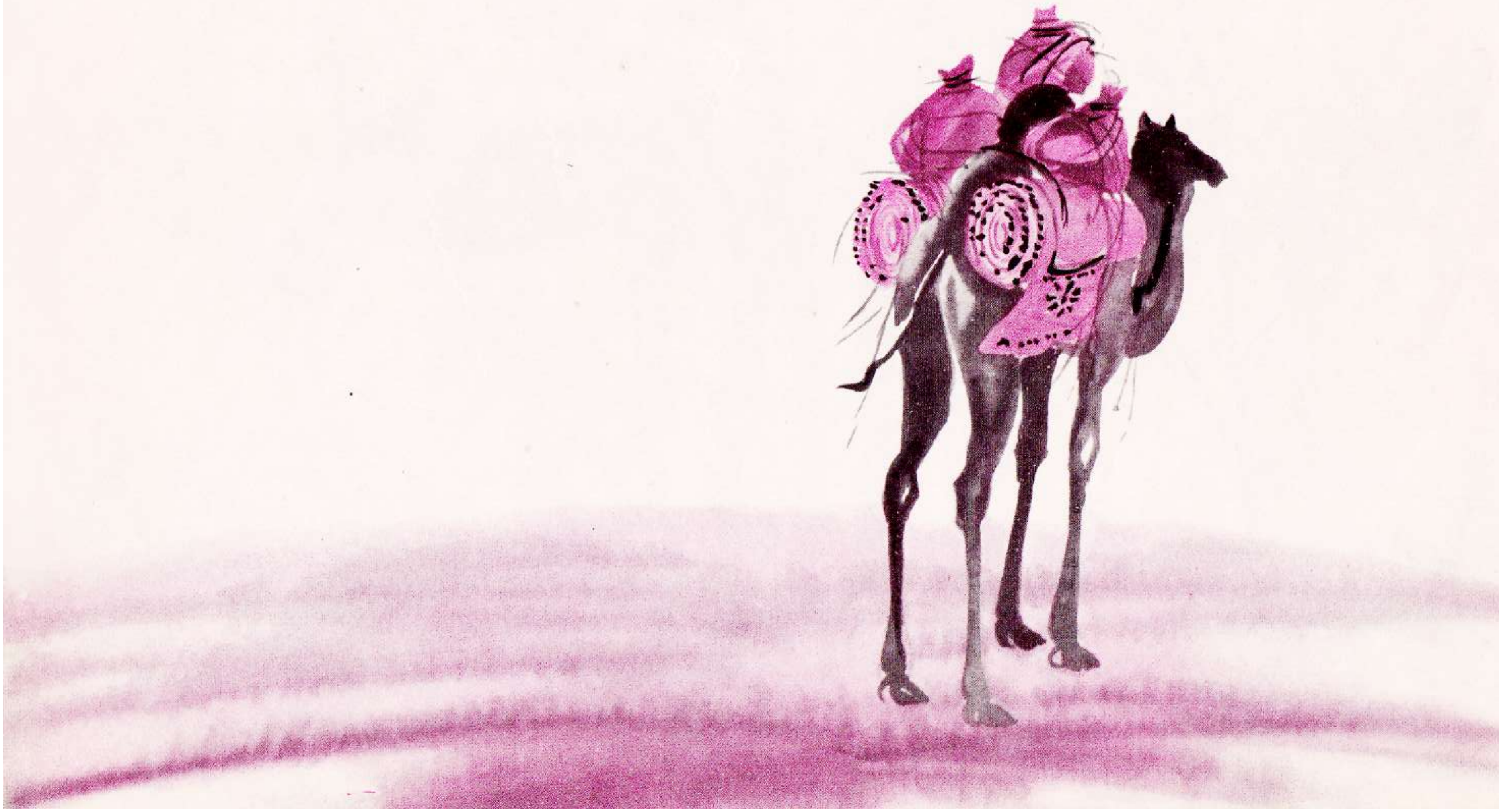


جب شیر وہاں آیا تو اونٹ نے عاجزی سے کہا " مجھے معاف کردو۔ تم جنگل کے راجا ہو اور کوئی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ جو کچھ بھی ہوا وہ ایک اتفاق تھا۔ میں جنگل چھوڑکر ریگستان کو جارہا ہوں کیوں کہ ریگستان ہی میرا گھر ہے۔ میرا آقا میری انتظار کررہا ہوگا۔"





یہ کہہ کر اونٹ اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ اب وہ بہت خوش
تھا۔ اسے پھر سے چین کی زندگی میسّر آئی تھی۔



پہلا انگریزی ایڈیشن: 1976

پہلا اردو ایڈیشن : جنوری، مارچ 1985

تعداد اشاعت : تین ہزار

قیمت : 4.50 روپے

ترقی اردو بیورو ، نئی دہلی

مطبع : اندرا پرستھا پریس، چلڈرن بک ٹرسٹ، نہرو ہاؤس، 4 بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی